اسلام اور فنون لطیفہ/تحقیقی جائزہ

Islam and fine Arts (in the view of research)

حافظ سید محمود عالم[1]

ABSTRACT

The Poetry, Singing and Hearing are not only important but also the basic parts of Fine Arts. Under the ligt of Quranic verses, interpretations of Holy Quran, Hadiths of Hollly Prophet and acording to the Practices of Honourable Sahaba(R.A), by the Quotation of Muhaddiseen, Theories of Fuqaha, Researches of Aaimae Arba', Thoughts Analysis and Fortifings of Pious people,we find both opinion about Singing and Hearing to be their propriety and non-propriety. So hearing and singing are themselves not absolutely legal or absolutely taboo. If they are not over and out of the purpose of shariah then they are right otherwise prohibited. For the needs of Shariah for instance at the time of Barat, Nikah, Walemah, Khatna, Jehad, Eidaien specially to soften, to rectify the heart or to rectify the state of someone and etc..., singing and the use of its instruments is allowed In fact the Music is disliked by the Shariah but to be confined in the circle of Shariah devotional singing like Hamd, Naat, and Heart rectifing songs have been allowed by often ulamah and sofiya.

فن کا لفظ عربی ہے اور اس کے معنی ہنر اور کاری گری کے ہیں جبکہ فنون فن کی جمع ہے۔

لطیفہ کے معنی اچھی چیز، انوکھا، عجیب کسی بھی اچھی خوبیوں، عمدگی اور کمال کو فنون لطیفہ کے طور پر کہا، پڑھا اور لکھا جاتا ہے جو اس کی پہچان یا تعارف ہوتی ہے کہ یہ چیز دلچسپ، انوکھی، عجیب اور لطف اندوزی کا ذریعہ ہے۔ امر حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم کے خوبصورت اور لطیف احساسات اور جمالی کمالات کو فنون لطیفہ کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ شے معنوی طور پر جتنی حسین اور جمیل ہوگی صوری طور پر بھی وہ اتنی ہی حسین اور جمیل ہوگی۔ اسی لئے اسلام نے جمال اور کمال کا معیار پاکیزگی پر رکھا ہے کسی بھی جمال کو پرکھا، چھانا، چھانٹا پھر اس کو جمال یا جمالیات کا ممتاز مقام و مرتبہ دیا گویا اسلام کی نظریں صرف ظاہر ہی تک نہیں بلکہ باطن اور اصل تک ہے اسی لئے اسلام اور ایمان ظاہر اور باطن کے دو مجموعوں کا نام دین ہے اور اللہ کے نزدیک دین اسلام اس لئے ٹھہرا ہے کہ یہ صرف سننے، سنانے، فصاحت و بلاغت کے ظاہری اظہار تک نہیں بلکہ اس کی اصل بھی ہے جو حق اور ثابت ہے۔

---

[1] ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی

آدمی کی فہم وفراست اور اس کے ذکاوت کی جانچ اس کے عیش اور طیش سے ظاہر ہوجاتی ہے اسی لئے سورہ العصر میں انسان کو خسارہ والے میں بتایا گیا ہے لیکن فرق کرتے ہوئے کہا گیا سوائے ایمان اور عمل صالحہ پر کاربندرہنے والا خوشی اور غمی میں حق پر یکساں کاربندرہنے والا اس خسارہ سے مستثنیٰ ہے۔

جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: **قل من حرم زینت اللہ التی اخرج لعبادہ**

''تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی''

جبکہ حدیث نبوی ﷺ ہے ''**ان اللہ جمیل یحب الجمال**''۔''اللہ جمیل ہے، دوست رکھتا ہے جمال کو۔''(۲)

یاد رہے اہل عرب ہنر کے لئے فن کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور فنون لطیفہ کو ''الفنون الجمیلہ'' کہتے ہیں اور انگریزی میں اس کے لئے آرٹ (art) کا لفظ بولا جاتا ہے جو پہلے بصرف نقاشی کے لئے استعمال ہوتا تھا، مجسمہ سازی، شعر، رقص، موسیقی وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔فن یا ہنر کی تخلیق لفظوں سے بھی ہوتی ہے، قلم سے بھی، موقلم سے بھی، ساز سے بھی اور حرکات جسم سے بھی۔فن نازک احساسات سے تخلیق پاتا ہے۔۔۔۔۔فنکار فن کے ذریعہ سے حسن، خیر، نیکی، حق، صداقت اور عشق ومحبت کی ابدی اقدار کو پیش کرنے کی سعی کرتا ہے۔۔۔۔۔بت تراش (مصور) عالم لاہوت زمین پر لے آتا ہے، مغنی یا موسیقار غیر محسوس اور غیر محدود کو حسیات میں محدود کردیتا ہے لیکن شاعر فطرت۔۔۔۔گویا۔۔تمام فنون کا خلاصہ بلکہ جوہر ہے ا(۳) ور اسی کے اوپر یعنی سماع شاعری ہی اصلا اس مقالے کی تحقیق وغرض ہے۔

فنون لطیفہ کے فروغ میں صوفیاء عظام کا کردار: ناظم تعلیمات جامعہ نعیمیہ دستگیر کراچی پاکستان مفتی جمیل احمد نعیمی فرماتے ہیں۔''اللہ تعالی نے انسان کو اس کرۂ ارض پر مبعوث فرمایا اور اس کی تمام ضروریات اور رہنمائی کے لئے نظام نبوت اور نظام عقل وفہم کے ساتھ ساتھ انسان کی جمالیاتی جبلتوں کو فروغ دینے اور ان کو قائم رکھنے کا اہتمام فرمایا درحقیقت **اللہ جمیل و یحب الجمال** کا تقاضہ بھی یہی ہے،(۴)

حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔حضور ﷺ تشریف لائے آپ نے نماز ادا فرمائی بعد میں آپ ﷺ نے پردہ اتروادیا فرمایا کہ اس نے میری توجہ کو مشغول کردیا تھا اس حدیث سے حرمت (تصویر یا مجسمہ) کے قائل علماء استنباط کرتے ہیں کہ تصویر (یا مجسمہ) حرام ہے اگر جائز ہوتی آپ ﷺ پردہ ہٹانے کا حکم نہ دیتے۔جبکہ دوسرے علماء کا موقف یہ ہے کہ اگر کلیۃ حرام ہوتا تو کیا حضور ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ گھر میں تصویر والا پردہ لٹکا ہوا ہے خود حضرت عائشہ صدیقہؓ دین کا مکمل فہم رکھتی تھیں آپ ﷺ نے انہیں نصف دین قرار دیا اس کے باوجود گھر میں پردے کا لگا ہوا ہونا اور آپ ﷺ کا نماز پڑھ لینا اس بات پر دلالت کرتا ہے وہ اسے مباح اور جائز سمجھتی تھیں۔ پردہ ہٹانے کی حکمت یہ تھی کہ نماز میں یکسوئی متاثر نہ ہو اور توجہ اللہ کی طرف قائم رہے،(۵)

جبکہ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے نعلین میں نیا تسمہ لگا ہوا ہونے کو بھی نماز کی یکسوئی میں خلل کا ذریعہ فرمایا۔

دراصل یہ بات امت کی تربیت کے لئے تھی اگر کسی کی توجہ میں خلل پڑے تو وہ اسے ہٹادے اس کو عبادت کی قبولیت میں مانع نہ جانے ہاں فحش تصویریں، یا دعوت فحش دینے والے پوسٹر، اشتہار، پمفلٹ یا اس قبیل کی دیگر چیزیں یا عبادت کی مورتیوں کو یا کسی مذہب کی خاص نشانی جس سے عبادت کی یکسوئی اور عقیدے کی پامالی کا خدشہ ہو اسے اجتناب کرنا بہتر اور اولیٰ ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک گرجہ کا ذکر کیا جس کو انہوں نے حبش میں دیکھا تھا اسمیں تصویریں لگی تھیں آپ نے فرمایا ان لوگوں کا یہی حال تھا جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں صورتیں بناتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن خدا کے سامنے سب سے بدتر ہونگے۔(٦) اس علمی تحقیق کو فقہا اور علما دو طرح سے سمجھاتے ہیں (١) حرمت بالذات (٢) بالعرض

بالذات حرمت یہ ہے کہ وہ چیز ہر حالت میں فی نفسہ حرام ہو جیسے خنزیر، شراب وغیرہ جبکہ حرمت بالعرض یہ ہے کہ وہ چیز فی نفسہ حرام نہ ہو بلکہ کسی وصف کی وجہ سے حرام ہو۔ اگر وہ وصف اور عرض اٹھ جائے تو اسمیں حرمت باقی نہیں رہتی وہ چیز مباح ہوجاتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اسمیں رحمت کے فرشتے نہیں آتے'' کتا ایک نجس جانور ہے طبع سلیم میں کتے اور تصویر کا نجاست وقباحت میں ایک ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ جبکہ طبع سلیم اور احکام دین میں تضاد نہیں ہوسکتا لیکن حکم حرمت میں نبی اکرم ﷺ نے دونوں کو برابر گردانا۔ لہذا پتہ چلا اس تصویر میں کوئی ایسی علت موجود ہے جسے آپ نے کتے کے برابر نجس قرار دیا اور وہ اعتقادی علت وقباحت کفر وشرک ہے۔ اس زمانے میں کفار نے لات، منات، عزیٰ وھبل وغیرہ کی مورتیاں بنا رکھی تھی یہ وہ تصویریں تھیں جنکی وہ پوجا کیا کرتے تھے اس لئے انھیں حرام قرار دیا گیا۔ پس جو مورتیاں عبادت کی غرض سے بنائی جائیں وہ قطعی حرام ہیں اور عبادت وتعظیم کے لئے نہ بھی ہوں تو مشابہت اور مماثلت کی وجہ سے ان کی ممانعت ہے۔(٧) آج سکہ، دینا، ریال، ڈالر، یورو، روپیہ پیسہ وغیرہ و دیگر ایسی بیشمار چیزیں ہیں جسمیں باضابطہ تصویریں بنی ہوتی ہیں مگر جنکا مقصد عبادت، پوجا، یا پاٹ سے نہیں بلکہ خرید وفروخت میں آسانی غرض ہوتا ہے اسی لئے علمائ، عوام وخواص سب ہی بلا تکلف اسکو صرف کرتے ہیں۔

شاعری عدم جواز: شاعری کو قرآن نے سورہ الشعراء میں فرمایا، **والشعراء یتبعھم الغاون** (٨) ''اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں''۔ **شاعری کا جواز:** مگر سورہ الشعراء کی آیت ٢٧ میں شاعری کے جواز اور اس کے اشتثنا کا بھی خود ہی خالق کائنات اعلان فرمارہا ہے۔ **الا الذین اٰمنوا وعملو الصلحت وذکر واللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا** (٩) ''مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کہ انپر ظلم ہوا''

کفار شعراء کی ہجو، تضحیک، طنز، نفرت، عداوت، حقارت، قساوت، مداومت کا ایمان باللہ وبالرسول سے ان کے کلمات فضول کا جواب۔ مشکواۃ باب البیان والشعر کی پہلی فصل میں شاعری کے جواز میں فرمان رسول اللہ ﷺ ہے۔ **وعن عائشة** رضی اللہ عنہا **ان رسول اللہ** ﷺ **اھجوا قریشا فانہ اشد علیھم من رشق النبل**۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قریش کی ہجو کرو ہجوان کے لئے تیر پھینکنے سے بڑھکر سخت ہے۔(۱۰) شاعری کے عدم جواز میں فرمان رسول اللہ ﷺ ہے وعن ابی هریرة ﷺ قال قال رسول الله ﷺ لان یمتلیء جوف رجل قیحا یریه خیر مّن ان یمتلیء شعرا۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی اپنے پیٹ کو پیپ سے بھرے اس بات سے بہتر ہے کہ شعر سے پیٹ بھرے۔ متفق علیہ(۱۱)

وعن ابی بن کعب قال قال رسول الله ﷺ ان من الشعر حکمة، ''ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں۔''(۱۲) جبکہ کہیں شاعری جو فنون لطیفہ کا خلاصہ ہے اس جوہر کی خصوصیت کا برملا اسطرح اظہار واعلان فرمارہے ہیں ان من البیان لسحر، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بعض بیان سحر ہوتا ہے''۔(۱۳)

مشکوٰۃ باب المزاح میں ایک روایت حضرت انسؓ سے ہے: کہا رسول اللہ ﷺ گھل مل کر رہتے اور خوش طبعی کرتے یقول لا خ لی صغیر یا عمیر ما فعل النغیر یلعب به فمات۔ میرے چھوٹے بھائی کے لئے آپ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا ''اے عمیر نغیر (چڑیا) نے کیا کیا اس کے پاس ایک چڑیا تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا۔ وہ مرگئی''۔(۱۴)

شاعری کی حوصلہ افزائی: یادرہے مغنی یا موسیقار غیر محسوس اوغیر محدود کو حسیات میں محدود کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ سے شاعری بالدف سماع کے بھی نظائر ملتے ہیں جسے آپ نے متعدد مرتبہ سماعت کیا ہے اور دف کے ساتھ بھی شاعری پسند فرمائی ہے اور ان کے لئے دعا کی ہے جیسا کہ معروف روایت ہے حضرت سعدؓ کو اور حضرت حسانؓ کو آپ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا ''میرے ماں باپ تم پر قربان۔'' ایسا فن جو دین کا محافظ ہو اسلام نے اس کی ہر سطح پر حوصلہ افزائی کر کے دین فطرت کو ثابت کیا، اور ایسی تلوار جو فن، جو ہر مردانگی اور بہادری سے گریز کرے اس کی حوصلہ شکنی کی جیسا کہ بخای کی کتاب الجہاد والسیر سے ثابت ہے۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: اہل اسلام فتح پر فتح پاتے رہے جب تک اپنی تلواروں پر سونے چاندی کا کام نہیں کرواتے تھے۔ انکی تلواروں میں چمڑا، لوہا اور رانگ ہوتا تھا۔(۱۵)

آلات کے ساتھ شاعری کے عدم جواز کا حکم: حدیث طیبہ میں معروف غناء وسماع کو منع کرتے ہوئے اسکے بیہودہ مشاغل کو اللہ کے عذاب کا ذریعہ فرمایا گیا اور اسکو بطور ترہیب بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب میری امت پندرہ چیزوں کی عادی ہو جائے تو اس پر مصائب نازل ہونگے''۔ آپ ﷺ نے ان پندرہ چیزوں میں سے ایک یہ بھی بتائی کہ و التخذ القیان و المعازف۔ ''جب مغنی عورتیں اور باجے تاشے رواج پکڑ جائیں''۔(۱۶) امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: اس طریق کے علاوہ کسی دوسرے طریق سے اس حدیث کے روایت ہونے کا علم نہیں، اور نہ ہی ہمیں فرج بن فضالہ کے علاہ کسی ایسے شخص کا علم ہے جو یحیٰی بن سعید انصاری سے اس حدیث کو روایت کرتا ہو فرج بن فضالہ پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے، اور ان کے حافظے کو کمزور بتایا ہے، وکیع اور دوسرے آئمہ حدیث ان سے روایت کرتے ہیں۔(۱۷)

آلات کے ساتھ شاعری کا جواز: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''**قال اعلنو النکاح و اضربو اعلیہ بالدفوف**''''نکاح کا اعلان کرو اور اس موقع پر دف بجاؤ۔''(۱۸)

ترمذی کتاب النکاح باب ما جائی اعلان النکاح میں مکمل حدیث یوں ہے ''**اعلنوا ھذا النکاح و اجعلو فی المساجد و اضربوا علیہ بالدفوف**۔ ''نکاح کا اعلان کیا کرو اور نکاح مسجد میں پڑھا کرو اور اس موقع پر دف بجایا کرو۔''(۱۹) امام ترمذی اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس میں ایک راوی عیسیٰ بن میمون انصاری ہیں، جو کہ ضعیف ہیں۔'' نواب صدیق حسن خان فتح العلام شرح ''بلوغ المرام'' جلد ۲ صفحہ ۹۳ اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''نکاح کے موقع پر دف بجانے کے حکم پر احادیث خاصی ہیں، اگرچہ ان سب پر کلام ہے، مگر پھر بھی وہ ایک دوسرے کی تائید کا کام دیتی ہیں۔ یہ احادیث دف بجانے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ نکاح کا اعلان دف کی صورت میں زیادہ اچھا ہوسکتا ہے۔ نیز حدیث میں امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، جو بظاہر وجوب کے لئے آتا ہے، مگر شاید وجوب کا کوئی ایک بھی قائل نہیں، لہذا بیاہ شادی کے وقت دف بجانا مسنون ہوگا۔ مگر اس کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اس عمل کے ساتھ کسی حرام کام کا ارتکاب نہ ہو۔''(۲۰)

ان امراۃ جاءت الی النبی ﷺ فقال یا عائشۃ تعر فین ھذہ قالت لا قال ھذہ قینۃ بنی فلان تحبین ان تغنیک قالت نعم فاعطاھا طبقا فغنتھا فقال لہ نفخ الشّیطان فی منخریھا۔ ''ایک عورت حضور ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا عائشہ! اسے پہچانتی ہو''عرض کیا نہیں'' آپ نے فرمایا ''یہ فلاں قبیلہ کی مغنیہ ہے کیا تم اس کا گانا سننا چاہو گی''عرض کی جی ہاں! آپ ﷺ نے اس عورت کو ایک طباق دیا، اس نے گانا سنایا، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونک ماری ہے''۔(۲۱)

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ مرّ ببعض المدینۃ فاذاھو بجواریضربن بدفھن ویتغنّین ویقلن نحن جوار من بنی النّجار یا حبذا محمّد من جار فقال النبی ﷺ اللہ یعلم انی لا حبکنّ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کسی مقام سے گزر رہے تھے کہ دیکھا چند لڑکیاں بیٹھی دف بجا رہی ہیں اور یہ اشعار گا رہی ہیں (ترجمہ) ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں کتنی خوش نصیبی ہے کہ محمد ﷺ ہمارے پڑوسی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ خوب جانتا ہے کہ مجھے تم کتنی عزیز ہو''۔(۲۲) حوالہ ۲۱ والی حدیث کی سند میں ایک راوی یزید بن ابی حفصہ ہیں جن کے بارے میں امام احمد کا قول ہے کہ وہ منکر الحدیث ہیں، اسلام اور موسیقی کے مصنف عبد المعز لکھتے ہیں کہ گانا سننا حرام لعینہ نہیں لغیرہ ہے، اس کی حرمت کا سبب فتنہ کا خوف ہے۔(۲۳) اب جبکہ سبب خوف فتنہ نہ رہا تو گانا بھی مباح ہو گیا یوں کہیں جب علت نہ رہی معلول خود بخود مباح ہو گیا۔ حرام لغیرہ سے وہ وصف اور عرض اٹھ جائے تو اس میں حرمت باقی نہیں رہتی علت کے اٹھتے ہی وہ چیز مباح ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی بھی ایک حد ہے جو اللہ اور رسول ﷺ اور ان کے صالح جانشین علماء، فقہاء اور اولیا صالحین نے متعین کر دیا ہے جو ضرورت شرعیہ کے نام سے معروف ہیں۔

اسلامی تاریخ کے منصفانہ مطالعہ سے جا بجا بے شمار ایسے نظائر ملتے ہیں کہ خواتین نے ہر محاذ میں اپنی اعلی صلاحیتوں کی جوہر دکھائیں ہیں گھر سے لیکر میدان کارزار تک میں برسرپیکار رہی ہیں عہد نبوی میں باضابطہ خواتین بھی غزوات میں اس اعلی مقصد کے تحت شامل کی گئیں اوران کو غزوات میں شمولیت اس بات پر ملی کہ وہ شریک غزوات اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے سپاہیوں کو جوش دلانے کے لئے رجز خوانی (جہادی گانا گائینگی) کرینگی۔ **غزوہ میں خواتین کی رجز خوانی:** اسلامی تاریخ کی معروف غزوہ، غزوۂ خیبر میں خواتین صحابیات نے اسلامی سپہ کے جوش کو گرمانے کا خدمت انجام دیا جیسا کہ ''امّ زیاد اشجعیہ ؓ'' بیان کرتی ہیں کہ وہ غزوہ خیبر میں شامل ہونے والی چھ میں چھٹی عورت تھیں اوران کو اس بات پر شامل لشکر ہونے کی اجازت ملی کہ وہ سپاہ کو جوش دلانے کے لئے رجز خوانی کرینگی۔(۲۴) ''**اذافات الشرطفات المشروط**''، شرط نہ رہا تو مشروط بھی نہ رہا، اسی طرح محقق علما، صوفیاء اور فقہاء سماع کے بارے میں فرماتے ہیں اس میں حرمت لغیرہ ہے اگر وجہ حرمت رفع ہے تو مباح ہے اور اگر سبب حرمت رفع نہیں تو حرام لغیرہ ہے جیسے وہ اٹھے تو ضروریات شرع کے لئے مباح ہوگا۔ حرام لغیرہ سے وہ وصف اور عرض اٹھ جائے تو حرمت باقی نہیں رہتی وہ چیز مباح ہوجاتی ہے۔ سماع کی حرمت لغیرہ ہے اگر وہ وجہ حرمت ہی نہیں تو سماع بھی حرام نہیں۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی فرماتے ہیں کہ'' گانا اگر فحش ہے اور ہیجان انگیزی پیدا کرتا ہے تو اس سے اسے پرہیز کرنا چاہیے اور ایسے دروازہ کو بند کردینا چاہیے جہاں سے گمراہی اور فتنے کی ہوائیں اس کے دل دماغ کو متاثر کررہی ہوں۔''(۲۵) لیکن اس بات سے انکار ناگزیر ہے کہ اس عہد رفتہ میں معروف گانا جو عوام وخواص میں رائج ہیں ان میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو ہیجان انگیزی اور فحش سے مبراء ہو عمومی طور پر یہ گانے ایسے لوگوں کی جانب سے رواج پاگئے ہیں کہ جو ہر رخ سے دینی اسلامی شعائر سے الگ اور دور ہیں اس لئے ان کا انسداد اور سد باب ضروری ہے اور اس بارے میں علماء اور محقق صوفیاء جو تصوف مومنانہ کے داعی ہیں متفقہ طور پر ان گانوں کی حرمت کا حکم دیتے ہیں کہ خدانخواسطہ دین میں کوئی حرام اور ممنوع اشیا کا داخلہ نہ ہوجائے۔ اکثر نام نہاد صوفیاء کی محافلوں اور معروف اہل اللہ کے مقدس مزارات میں ایسے بے شرع زندیق اور علم دین سے نابلد لوگوں نے اسلام کا نقشہ ہی بدل کے رکھا ہوا ہے اور ان کے گرد ہوس کے پجاریوں کا ہجوم لگا ہوتا ہے ان کی اصلاح از حد ضروری ہے معروف گانوں اور انکی دھنوں میں ناچ، کود، بے حیائی، بے شرمی، طوفان بدتمیزی اور بے ڈھنگے پن کا نام وجد اور تواجد اور حال رکھا ہوا ہے عجب شیطانیت کا بازار گرم کررکھا ہے جنہیں سلام کلام، گفتگو اور جستجو کا شعور نہیں وہ بڑی بڑی مجلسوں کے امیر وامین بن بیٹھے ہیں باضابطہ ان دنیادار مجلس خوانوں، نعت خونوں اور قوالوں نے اپنے اپنے کمیشن ایجنڈ مقرر کیے ہوئے ہیں، افسوس کے سب کچھ ہے مگر صوفیانہ اخلاص سے بڑی بڑی محافل خالی نظر آتی ہیں، ایسے عہد میں فروغ سماع سے زیادہ اس کے اصلاح کے فروغ کی اشد ضرورت ہے، مگر جدھر ایسی قباحتیں نہ ہوں پاکیزہ وصف اور عرض کے تحت منعقد پذیر سماع کی مجلسوں کو جو ضروریات شرعیہ کے تحت منعقد پذیر ہوتی ہیں کو بھی فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ **اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔ آمین**

گزشتہ سطورات میں فن کی تعریف اور اوصاف میں یہ بات پیش کی جاچکی ہے کہ اپنی قیمتی حسی احساسات کو خوبصورت طر

لیقے اور انداز سے پیش کرنا چاہے نطق و بیان کی عمدہ مالا ہی کیوں نا پروئے، قلم سے موقلم سے، ساز اور حرکات سے چاہے اپنے وجود کے نفیس خدوخال سے۔ فن حقیقتاً نازک احساسات ہی سے تخلیق پاتا ہے لیکن اگر یہ نازک احساس اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ذات سے وابستہ ہو تو وہی معراج فن مقام محبت بقائے ذات کے ساتھ جزائے محبت کا زینہ اور قرینہ ثابت ہوتا ہے **نحن جوار من بنی نجار یا حبذا محمد من جار**۔ ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں، کتنی خوش نصیبی ہے کہ محمد ﷺ ہمارے پڑوسی ہے'' میں کیا خزانہء محبت کا باقی رہنے والا ناقابل فراموش قیمتی احساسات کا تسلسل ہے کہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ اس جیسا کوئی پاکیزہ احسان مندی اور وفا کے منظر کا عشر عشیر بھی پیش کیا جاسکے در اصل سب سے بڑا فن اپنے احسان کرنے والے محسن کو فراموش نہ کرنا ہے اور ہر شے سے زیادہ اس کی قدر اور اہمیت کا مظاہرہ کرنا ہے ہے یہاں تک کے محبوب کی محبت میں اپنی جاں کا بھی نذرانہ پیش کردینا ہے جب جاکے کوئی مقام اور بقا کا درجہ طے کرسکتا ہے بقول اقبال۔ دیں سراپا سوختن اندر طلب اغائش ادب انتہائش عشق اور حضرت بیدم وارثی کہ۔ مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اڑا دے تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے اگر محبت پاکیزہ ہے تو اسکے تمام اجزا سے پاکیزگی ہی پاکیزگی جاری ہوں گے اور پاکیزگی محبت کل کے اجزاء میں ایک جز ہے جب کل کو زوال نہیں تو جز کو کیسے ہو گا، اس لئے اہل محبت صدیاں گزرجانے بعد بھی لازوال ہیں۔ اور اگر چہ محبت مادی اور بہیمی ہے تو مادے اور خواہش کو زوال ہے اس لئے اسے بھی زوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کے تمام کے تمام تاثیرات عارضی لذت کوشی اور غفلت کے سوا اور کچھ نہیں مخلص محب اور فنکار کو فن اس لئے زندہ اور جاوید کردیتا ہے کہ وہ خود جلتا ہے اور دوسرں کو روشنی بخشتا ہے، اندھیرے، محرومی، مایوسی، ناشکری، بے چینی اور بے قدری سے نکال دیتا ہے۔ لیکن یہاں تو بات عقیدت، محبت اور وفا کی ہے کہ'' **والذین امنو اشد حبالله** '' جو ایمان والے یا ایمان والیاں ہیں وہ اللہ سے شدت کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اور جبکہ رسول نے اللہ کے بھٹکے ہوئے بندوں کو اللہ تک پہنچایا تو اللہ کی محبت کے لئے رسول سے محبت ناگزیر ہے شیوۂ اہل وفا نہیں کہ رسول کے احسان کو فراموش کردیں بقول محدث حنفی امام احمد رضا

۔ جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں در بدریوں ہی خوار پھرتے ہیں

گانے یا موسیقی پر ڈاکٹر یوسف قرضاوی وائس چانسلر دوحہ یونی ورسٹی قطر کا فتوی: جس بات پر تمام اہل علم فقہ متفق ہیں وہ یہ ہے کہ ہر وہ گانا یا نغمہ جو فحش، فسق و فجور اور گناہ کی باتوں پر مشتمل ہو اسکا سننا حرام ہے۔۔۔۔۔ اگر ان الفاظ کو مرتب کر کے شعر کی صورت دے دی جائے اور ان میں موسیقی شامل کرلی جائے تو ان کی تاثیر دوبالا ہوجاتی ہے اور ساتھ ہی ان کے حرمت میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح ان کے درمیان اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ شادی بیاہ یا عید یا خوشی کے موقعوں پر ایسے گانے جائز ہیں جو گندے فحش اور نازیبا باتوں سے خالی ہوں۔ متعدد احادیث سے اس قسم کے گانوں کے جواز کی دلیل دی جاسکتی ہے۔ (۲۶) **آلات کے ساتھ شاعری کے جواز وعدم جواز کا حکم:** جیسا کہ ذیل کی ان حدیثوں میں دف پر حکم عدم ہے جبکہ دوسری حدیث میں اسکے جواز کا حکم ہے در اصل وہ وصف اور عرض کی وجہ کر حکم عدم ہے جبکہ وہ علت، وصف اور عرض اٹھ گئی ہے تو حرمت باقی نہیں رہی لہذا اب یہی کام مباح ہو گیا۔ **عن علی** رضی اللہ عنہ **ان النبی** ﷺ **نهی عن ضرب الدفوف و صوت الزمارہ**۔ ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے دف اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے۔''(۲۷)''امام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں کہ''''ابوداؤد ہی میں عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کے پاس دف بجانے کی نذر مانی تھی آپ نے فرمایا نذر پوری کرے''۔(۲۸)

عن محمد بن حاطب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل ما بین الحلال و الحرم الدّف و الصوت و رفع الصوت فی النکاح:''حضرت محمد بن حاطب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''نکاح حلال اور حرام کاری کے درمیان فرق یہ ہے کہ نکاح میں دف بجایا جاتا ہے، اعلان کیا جاتا ہے اور شور وغل ہوتا ہے۔''اسی طرح چند احادیث مفتی شفیع کشف العناء عن وصف الغناء میں روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک انصاری کے پاس نکاح کر کے بھیجی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا''عائشہ کیا تم لوگوں کے ساتھ لہو نہ تھا انصار کو تو لہو پسند ہے۔''(۲۹) حضرت قرضہ بن کعبؓ اور ابو مسعودؓ انصاری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ''شادی بیاہ کے موقع پر لہو کی رخصت دی گئی ہے۔'' جبکہ مشہور حدیث ہے **لیس منا من لم یتغن بالقرآن** 'وہ ہماری جماعت میں نہیں جو قرآن پڑھنے میں تغنی سے کام نہ لے۔'' ہدایہ کی کتاب العصب میں لکھا ہے کہ غازیوں کا ڈھول، شادی بیاہ کے دف کو اگر کوئی تلف کر دے اس پر ضمان بلاخوف لازم ہے امام حجۃ الاسلام محمد بن غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ وہ غنا حرام ہے جو شیطانی خیالات کی بناء پر ہو اور وہ غنا جو اللہ کی محبت پیدا کرتی ہے وہ محبوب ہے اور عبادت ہے۔۔۔۔۔اگر سرور مباح ہے وہ غنا اور سماع بھی مباح ہے، جیسے ایام عید میں، نکاح کے وقت، غائب کے آجانے کے وقت، ولیمہ کے کھانے کے وقت، بچے کی ولادت، اس کے عقیقے کے وقت، ختنہ کے وقت، کلام پاک کے حفظ کرنے کے دن اور اسطرح کے خوشی کے وقت اور ایام میں۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی اپنے رسالہ حکم سرود و مزامیر و غنا کے فصل اول میں فرماتے ہیں الملتقط اور فصول عمادی میں ہے۔اگر کسی مسئلہ میں کئی وجوہات کا فرقرار دینے کی ہیں اور ایک وجہ کا فرقرار دینے سے روکے، مفتی پر واجب ہے کہ وہ اسی ایک وجہ کی پیروی کرے، وہ مسلمان کے ساتھ نیک خیال رکھے، خاص کر یہ حسن ظن اکابرین دین کے معاملہ تک پہنچتا ہو۔اللہ تعالی ان حضرات کی محبت اور ان کی پیروی سے ہم کو نوازے۔ اس کے بعد حضرت قاضی صاحب نے فصل لکھ کر حضرات آئمہ کا مسلک بیان کیا ہے اور لکھا حرمت غنا کے متعلق نصوص متعارض ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ نے از روئے احتیاط حرام کہ دیا ہے اور امام شافعی نے حرمت غنا کی روایات کو لہو (غیر مباح) اور خوف فتنہ پر حمل کیا ہے اور وہ غنا جو صحیح مقصد سے ہو مثلاً اعلان نکاح ہو تو غنا مباح اور امام اعظم ابوحنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔۔۔۔محمد سالار صاحب جنہوں نے مزامیر کے ساتھ غنا کو حرام قطعی اور اس کے منکر اور اس کے جائز کہنے والے کو کافر کہا تھا۔قاضی ثناء اللہ نقشبندی فرماتے ہیں یہ قول بھی بے جاہ ہے کیونکہ نکاح میں دف بجانے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے امام مالک نے نکاح میں دف بجانے کو شرط صحت نکاح قرار دیا ہے۔اب جبکہ دف کا بجانا اعلان نکاح کے لئے حلال مستحب ہو تو پھر ڈھول، طنبورہ، نقارہ وغیرہ، کو دف کے حکم سے الگ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ ان میں کیا تفاوت ہے لہو (غیر مباح) کے لئے سب حرام ہیں اور صحیح مقصد کے لئے سب حلال ہیں کیونکہ اعلان نکاح ان سب سے ہو جاتا ہے۔دف اور دوسرے آلات طرب میں فرق کرنا غیر معقول بات ہے۔شاہ سالار صاحب کے قطعی حرام

کہنے کا جواب قاضی صاحب ثناء اللہ پانی پتی شاہ سالار سے فرمارہے ہیں۔اگر فرضاہم آلات طرب (مزامیر) کی حرمت تسلیم کر لیں،حرام قطعی کہنے کی گنجائش کہاں سے نکل آئی؟قطعی دلیل یا تو آیت محکم ہے، یا متواتر حدیث ہے یا امت کا اجماع۔اور پھر میں کہتا ہوں اگر مزامیر کی حرمت تسلیم کر لی جائے، وہ حرمت احادیث احاد سے ہے اور وہ ظنی دلیل ہے اور اس کے انکار سے کفر ثابت نہیں ہوتا ۔(۳۰)مشہور اہلحدیث نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں''مجھے گانے بجانے کی حرمت سے متعلق نہ تو کوئی نص ملی اور نہ ہی سنت رسول اللہ ﷺ میں کوئی صحیح حدیث نظر آئی۔''(۳۱)ڈاکٹر یوسف قرضاوی اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں''چنانچہ جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نیت سے گانا سنے گا وہ گنہگار ہے اور جو شخص اس نیت سے گانا سنتا ہے کہ اس سے بدن میں پھرتی اور چستی آئے گی اور یہ چستی اللہ کی عبادت مین معاون ثابت ہوگی تو یہ ایک نیک ارادہ ہے اسکا گانا سننا بھی نیک عمل میں شمار ہوگا۔''(۳۲)قرضاوی فرماتے ہیں: رہیں وہ حدیث جنہیں علماء کرام گانوں کی حرمت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں تو یہ ساری حدیثیں ضعیف ہیں۔قاضی ابوبکر ابوبکر ابن عزل کہتے ہیں کہ نغموں اور گانوں کی حرمت کے سلسلے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ابن حزم کہتے ہیں کہ گانوں کی حرمت کے سلسلے میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ سب موضوع یعنی گھڑی ہوئی احادیث ہیں۔امام غزالی نے بھی یہی بات کہی ہے۔۔۔جب یہ ثابت ہوگیا کہ اس کی حرمت کے سلسلے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے تو اسکے جائز اور حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا ہر چیز کی اصل یہ ہے کہ وہ جائز ہوتی ہے۔(۳۳)یہاں تک کی تحقیق وتحریرات سے فنون لطیفہ کے تین ارکان،شاعری،مصوری،موسیقی کو قرآن وحدیث محدثین اور فقہاء کے نظائر سے بامقصد غرض وغایت کے لئے ان سے لطف اندوزی کو انسان کی جمالی جبلتوں کو فروغ دینے اور انہیں قائم رکھنے کے تقاضے کے تحت اس سے استفادہ اور اسکے حلت وجواز کے نظائر جابجا نظر آتے ہیں۔لیکن صوفیائے کرام نے ان فنون لطیفہ کو لطیف رکھنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے اسے کثیفہ اور خبیثہ ہونے سے بھی مسلسل بچایا ہے جو ان کی بہت بڑی خدمت ہے اسلام نے ہر ایک حرمت کا بدل دیا ہے حفاظت دیں کے لئے قتل مرتد،حفاظت عقل کے لئے حدخمر،حفاظت نسب کے لئے حدزنا،حفاظت مال کے لئے حدچوری،حفاظت جاں کے لئے حدقصاص،بقول معروف ماہر تعلیم ڈاکٹر دلاور خان''حفاظت فحش موسیقی کے لئے حضرات صوفیاء کرام نے طریقہ سماع دیا جو اسلامی مباح فنون لطیفہ میں بلاشبہ ایک ناقابل فراموش ایجاد ہے اور یہی موسیقی کا اس سے بہتر کوئی دفاع اور توڑ نہیں''۔لیکن افسوس یہ ہے کہ اس صوفیانہ فنون لطیفہ کے اہم رکن صوفی موسیقی کو کافرانہ، رندانہ، بہیمانہ، فاحشانہ، ہیجانیانہ، فاسقانہ، زندانہ، اور بے شرمانہ موسیقی میں تبدیل کرنے میں عہد رواں اور گزشتہ کے نام نہاد صوفیوں، زاویہ نشینوں، اور سجادہ نشیں نوں نے خوب خوب حصہ ڈالا اور آج اس اسلامی فنون لطیفہ کے اس اہم رکن کا جو حال وحشر دیکھنے میں آرہاہے ہے وہ نہایت شکستہ،خستہ اور دلگرفتہ ہے،ایک وقت ایسا بھی تھا بقول حضرت نظام الدین اولیاء''ایں داروے دردمنداست''بدنصیبی سے اب اس کا حال یہ ہے کہ''ایں داروے دردسراست''بنا ہوا ہے۔سماع کی وکالت کے ساتھ ساتھ اب ہمیں پاکیزہ اور ستھرے سماع کی کفالت کی بھی اشد ضرورت ہے۔بقول علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری''شاہی باز جب کسی بڑھیا کے کٹیا پہ آکر بیٹھ جائے تو تو وہ اس کے پر کاٹ کر اپنے کٹیا کی زینت بنالیتی ہے''آج سماع کے ساتھ بھی یہی ہوا راقم گزشتہ ماہ ۱۵ مارچ ۲۰۱۵ سنڈے میگزین جنگ کراچی

میں امریکی گلوکارہ میری میڈ برائڈ کی انٹرویو کو پڑھ کر شدت کے ساتھ اس احساس وجذبہ کی سعی میں رہا جب میری میڈ برائڈ نے پو چھے گئے سوال کے جواب میں یہ کہا ''امریکہ میں اکثر مجھے صوفیانہ موسیقی سننے کو ملتی ہے''۔''موسیقی نفرتوں کو بلاتفریق توڑتی ہے''۔یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ سماع وقوالی کو موسیقی کی اعلی واشرف صورتیں کہا جا سکتا ہے۔اور صوفیاء کرام نے اسے محبت کے جوڑنے اور نفرتوں کے توڑنے کے لئے ہی جاری فرمایا تھا دراصل جب کسی کی اعلی واشرف حس بیدار ہوتی ہے تب اصل صورت حال اس پر منکشف ہوتی ہیں اور آپ ﷺ کی معروف حدیث ہے ہے کہ ''اللہ فاسق اور فاجر سے بھی اپنے دین کا کام لے لیتا ہے''**فنون لطیفہ کی مخالفت کیوں؟** گزشتہ سال دوران تحقیق وجستجو ایک مضمون روز نامہ جنگ کراچی ۱۳ نومبر ۲۰۱۴ء کو نظر سے گزرا۔کہ **مولانا ابوالکلام آزاد** نے اپنی ادبی زندگی کی آخری کتاب جو دوران اسیری قلعہ احمد نگر میں لکھی تھی وہ شہرہ آفاق کتاب غبار خاطر کے نام سے معروف ومشہور ہے۔مولانا آزاد کا فنون لطیفہ سے شغف کسی سے پوشیدہ نہیں وہ نہ خود ایک عمدہ ستار نواز تھے بلکہ ساز وترنم کے دلدادہ بھی تھے مو لانا طاہرہ نامی عرب مغنیہ اور ام کلثوم کے فن کے قدرداں بھی تھے۔۔۔۔۔مولانا لاسلکی کا سیٹ استعمال کرتے تھے جو دوران اسیری چھین لی گئی تو مولانا نے اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھا۔''میں آپ سے ایک بات کہوں!میں نے بار بار اپنی طبیعت کو ٹٹولا۔میں زندگی کی احتیاجوں میں سے ہر چیز کے بغیر رہ سکتا ہوں مگر موسیقی کے بغیر نہیں۔''(۳۴) **موسیقی اور شاعری: مولانا ابوالکلام** لکھتے ہیں ''حقیقت یہ ہے کہ موسیقی اور شاعری ایک ہی حقیقت کے دو مختلف جلویں ہیں اور ٹھیک ایک ہی طریقے پر ظہور پذیر بھی ہوتے ہیں۔موسیقی کا موءلف الحان کے اجزا کو وزن وتناسب کے ساتھ ترکیب دے دیتا ہے۔اسی طرح شاعر بھی الفاظ ومعانی کو حسن تر کیب کے ساتھ باہم جوڑ دیتا ہے مولانا امیر خسرو کو موسیقیء ہندستان کا مجتہد کہتے ہیں۔۔۔۔مولانا لکھتے ہیں کہ ''غالبا مسلمان پادشا ہوں سے بھی پہلے مسلمان صوفیوں نے اس کی سر پرستی شروع کردی تھی''مولانا لکھتے ہیں مغل شہنشاہ اکبر کے عہد میں موسیقی کا فن فنون دا نشمندی میں داخل ہو گیا تھا۔امرء اور شرفاء کی اولاد کی تعلیم وتربیت میں۔۔۔۔۔موسیقی کا بھی اہتمام کیا جاتا۔۔۔۔۔مولانا لکھتے ہیں۔۔۔''ملاعبدالقادر جیسا متشرع اور متصلب شخص بھی بین بجانے میں پوری مہارت رکھتا تھا،علامہ سعد اللہ شاہجہانی،ملاعبد السلا م،۔۔۔ہدایہ بزودی کے ساتھ موسیقی کے مشکلات کو بھی حل کردیا کرتے تھے''۔۔۔شیخ علاءالدین جو اپنے عہد کے مشہور صوفی بزرگ گزرے ہیں اور جن کی ایک غزل سماع کی مجلسوں بکثرت گائی جاتی ہے ؎

نہ دانم آں گل رعنا چہ رنگ وبو دارد کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے او دارد

نشاط بادہ پرستاں بہ منتہا برسید ہنوز ساقیء ما بادہ در صبو دارد

مولانا لکھتے ہیں!شیخ جمال صاحب سیر الاولیا اور ان کے لڑکے شیخ گدائی،دونوں کا فن موسیقی میں توغل معلوم ہوتا ہے۔دور آخر میں مرزا مظہر جان جاناں اور خواجہ میر درد فن موسیقی کے ایسے ماہر تھے کہ وقت کے بڑے بڑے کلاونت ان کے سر کی ایک ہلکی سی جنبش کو بھی اپنے کمال فن کی سند تصور کرتے۔

شیخ عبدالواحد بلگرامی شیر شاہی عہد کے ایک عالی قدر بزرگ تھے سلوک وتصوف میں انکی کتاب ''سبع سنابل''مشہور ہو چکی

ہے۔ ملا عبدالقادر بدایونی انکے حالات میں لکھتے ہیں کہ ہندی موسیقی میں نقش آرائیاں کرتے تھے اور وجد و حال کی مجلسیں ان سے گرم ہوتی تھی۔(۳۵) فیثاغورث اور افلاطون نے کہا تھا کہ انسان پر موسیقی اور نغمات کا اثر اس لئے ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ ہماری روح خداوند تعالی سے جدا ہوئی اس نے آسمانی نغمیں سنے تھے اور وہ ان سے مانوس تھی، موسیقی چونکہ ہماری پرانی یادوں کو بیدار کر دیتی ہے اور ہمیں وجد میں لے آتی ہے اس لئے موسیقی سے ہماری لگاؤ فطری ہے، اس سے منع کرنا موجب فساد اور روحانی اور قانون قدرت میں دخل اندوزی کے مترادف ہے"۔(۳۶) عرب، ہند کے بعد ایران موسیقی کے حوالے سے دنیا میں مشہور ہے "ایرانی روایات میں ہے کہ موسیقی کا ماخذ ایک پرندہ ققنس یا موسیقار ہے جسکی چونچ میں سات سوراخ ہوتے ہیں ہر سوراخ سے ستر راگ نکلتے ہیں۔قدیم زمانے میں شاہان ایران کے محلوں کے دروازے پر ہر روز پانچ مرتبہ نقارہ بجایا جاتا تھا جسے وہ نوبت کہتے تھے"۔(۳۷)

ناچ اور صوفی کے وجد میں فرق: "الغرض ناچنا شرعا اور عقلا سب کے نزدیک برا اور قبیح ہے اور محال ہے کہ جو لوگوں میں افضل ہیں وہ ایسی حرکت کریں۔لیکن جب بکی دل میں پیدا ہوتی ہے اور ایک خفقان سر پر غلبہ پالیتا ہے اور وقت قوی ہو جاتا ہے تو حال اپنی بے چینی پیدا کر دیتا ہے اور رسوم کی ترتیب اٹھ جاتی ہے اور وہ اضطراب جو پیدا ہوتا ہے نہ وہ رقص ہے اور نہ ناچنا ہے نہ طبیعت کی پرورش کرنا ہے بلکہ وہ تو جاں گزاری ہے اور جو شخص اس کو رقص کہتا ہے وہ طریق حق سے بہت دور ہے۔دراصل ایک حال ہے جس کو زبان سے بیان نہیں کر سکتے۔ومن لم یذق لا یدر النظر فی الاحداث (جسنے چکھا نہیں وہ نوجوانوں مین نظر کرنا نہیں جانتا")(۳۸) **موسیقی کے جواز وعدم جواز کا منظر:** خواجہ محمد سیف الدین حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے پوتے ہیں آپ کے مزاج میں امر معروف اور نہی عن المنکر بدرجہ غایت تھا شرعی احکام کے اجراء اور بدعت کے سد باب میں سخت گیر تھے۔۔۔۔۔آپ نے آثار شرک کے ساتھ اورنگ زیب کے دربار سے ناچ اور موسیقی بند کر دیا۔۔۔۔۔گویے اور میراثی خوش مذاق تو ہوتے ہیں۔انہوں نے یہ ترکیب سوچی کہ بادشاہ کے سواری کے آگے ایک جنازہ اٹھا کر چل پڑے اور خوب آہ بکاء کی۔بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے انہوں نے کہا کہ موسیقی مر گئی، یہ اس کا جنازہ ہے۔بادشاہ بھی بڑا حاضر جواب تھا بولا کہ اسے گہرا دفن کرنا تا کہ دوبارہ باہر نہ نکل سکے۔لیکن روحانی موسیقی اور سماع کے جواز پر جو معروف بہ قوالی ہے اس کے بارے میں حضرت خواجہ محمد سیف الدین معصومی، مجددی، نقشبندی کا نظریہ کیا تھا وہ بھی پیش نظر رہے کہ حضرت خواجہ سیف الدین ابن معصوم ابن احمد سرہندی کا اس بات پر کس فکر و مسلک پر تھے۔"ایک بار آپ لکڑی کے اونچے جائے نماز پر بیٹھ کر وضو فرما رہے تھے کہ پڑوس سے سماع کی آواز آئی۔سنتے ہی آپ پر بیخودی طاری ہو گئی، تخت سے گر پڑے اور دست مبارک پر چوٹ آ گئی۔صبح کو ہوش آئی تو حاضرین سے فرمایا! ارباب سماع ہمیں بے درد خیال کرتے ہیں حالانکہ سماع سے یکبارگی میرا یہ حال ہو گیا کہ قریب تھا کہ زندگی سے میرا رشتہ ٹوٹ جائے۔(۳۹) **شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور موسیقی:** حضرت اپنی "کتاب انفاس العارفین" میں اپنے والد شاہ عبدالرحیم کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "حضرت والد فرماتے تھے کہ شیخ لعل کے پاس عجیب قسم کی دعائیں تھی ایک روز انہوں نے مجھے کہا ذوق سماع رکھتے ہو، میں نے کہا ہاں! ایک کنوئیں کے منڈیر پر سنگ ریزے پر کچھ لکھا اور کنوئیں میں ڈال دیا" "اس میں سے مزامیر کی آواز سنائی دیتی تھی۔"(۴۰) **شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی**

اور موسیقی: ایک دفعہ جنوبی ہندستان کا ایک ستار نواز جو بڑا ماہر فن تھا۔۔۔دہلی پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ آج کل دہلی میں سب سے بڑے بزرگ عالم کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ اس شہر کے سب سے بڑے عالم حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہیں چنانچہ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مدعا پیش کیا آپ نے فرمایا بھائی میں مولوی ہوں مجھے باجوں سے کیا نسبت؟ لیکن جب اس نے اصرار کیا تو آپ مان گئے۔ستار نواز نے نہایت مہارت کے ساتھ ستار بجانا شروع کیا۔ایک موقع پر آپ نے فرمایا تم نے یہاں پر غلطی کی ہے۔یہ سن کر اس نے ستار کو زمین پر دے مارا اور توڑ دیا اور کہنے لگا جس شہر کے مولوی لوگ جنھوں نے گانے بجانے سے کوئی سروکار نہ رکھا اسقدر با کمال ہوں کہ انہوں نے میری ذرا سی غلطی پکڑ لی تو وہاں کا بادشاہ کیسا ماہر فن ہوگا؟ ساتھ ہی اس نے کہا حضور مجھ سے غلطی ہوئی ہے لیکن وہ اس قدر معمولی تھی کہ بڑے سے برا ماہر فن اسے پکڑ نہیں سکتا تھا،آپ نے کیسے پکڑ لی؟ آپ نے فرمایا کہ اس قسم کا اتار چڑھاؤ ہم کائنات کے زمزموں میں ہمیشہ سنتے رہتے ہیں لیکن تمہارے کام میں ہمیں کچھ ناموزونیت نظر آئی جو بتادی۔ (۴۱) **محدث حنفی امام احمد رضا:** اعلی حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں جہاد کا طبل،سحری کا نقارہ،حمام کا بوق (بگل)،اعلان نکاح کے لئے بے جلاجل دف جائز ہیں۔(۴۲) **مولانا حسین احمد الہ آبادی:** آپ کا وصال خواجہ غریب نواز کے مزار میں سماع سنتے ہوئے ہوا مقام گنج شکر کے مترجم کپتان واحد بخش سیال نے لکھا ہے جو کہ طبع چہارم سے اخذ کی ہوئی ہے۔سلسلہ جہانگیری کے بانی سیدنا عبدالحی شاہ نے آپ کے بارے میں سیرت فخر العارفین میں فرمایا ہے کہ''آپ پر سماع موثر تھا''۔**مولانا حسین احمد دیوبندی مدنی** کسی نے مولانا حسین احمد مدنی سے پوچھا کہ شریعت کی رو سے بتائیں کہ احراری بینڈ باجے بجا کر لوگوں کو جلسوں کے لئے اکٹھا کرتے ہیں کیا شریعت میں اس کی گنجائش ہے۔؟ شیخ الاسلام نے فرمایا''جن احراریوں کے بینڈ باجوں کی دھمک انگریزوں کے دل پر جا کر لگتی ہے مجھے یقین ہے یہ لوگ جنت میں بھی ان بینڈ باجوں کے ساتھ داخل ہونگے۔''(۴۳) **ڈاکٹر نصیر احمد ناصر:** الغرض ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں کہ موسیقی کے باب میں قرآن مجید خاموش ہے گو اس میں لحن داؤد کا ذکر موجود ہے علاوہ ازیں تورات میں ساز و آواز کی حلت واضح طور پر ثابت ہے۔(۴۴) **شیخ التفسیر علامہ فیض احمد اویسی:** احادیث و روایت سے جائز لہو ولعب کی رخصت اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے اور سننے کا جواز روز روشن کی طرح ثابت ہے پس جب لہو جائز ہوا تو آلہ لہو کیوں کر حرام ہوسکتا ہے لہو سبب ہے اور آلہ اس کا مسبب ہے معازف آلات لہو اور لہو جائز ہے تو معازف حرم اہونا کیوں کر متصور ہوسکتا ہے۔(۴۵) **حضرت عطا محمد بندیالوی:** شیخ العرب والعجم امام المناطقہ لکھتے ہیں درس القرآن مجید میں جو لہوالحدیث کا لفظ ہے یہ اضافۃ الصفۃ الی الموصوف ہے یعنی حدیث الہو حدیث تو گانے کا نام ہے نہ کہ آلات کا آلات صرف آلات اور گانے کے معاون ہیں۔آپ نے لہوالحدیث پر کبھی فتوی نہیں لگایا۔اور اس کے معاون (ساز) کو گردن زنی قرار دے دیا۔واللہ اعلم بالصواب۔(۴۶) **سید احمد سعید کاظمی:** آپ نے اس موضوع ہر باضابطہ مقالات کاظمی کے جلد دوم میں''اثبات السماع''کے نام سے ایک مفصل فتوی تحریر فرمایا ہے اور اس موضوع کے جواز و عدم جواز کو تفسیرات،احادیث طیبات،فقہاء کے محاکمات اور اہل اللہ کے کے معمولات سے اس کا تحقیقی تجزیہ پیش کیا ہے جو نہایت اعلی علمی تحقیقی کام ہے جو اس موضوع ''سماع کے جواز و عدم جواز پر کیا گیا ہے''۔**ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ**''اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں

خرید تے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں‘‘۔ **لہوالحدیث کی تفسیر:** آپ لکھتے ہیں مفسرین کرام نے کلمہ لہوالحدیث میں بہت اختلاف کیا ہے اور ہر ایک نے اپنی اپنی توفیق کے موافق معانی لکھیں ہیں **تفسیر عرائس البیان** میں ہے کہ ’’لہوالحدیث سے مراد علم فلسفہ، علم طبعی، علم ریاضی، علم کیمیا، علم فسوں ہے‘‘ اور یہ علوم لہوالحدیث اس لئے ہیں کہ خیر سے روکتے ہیں۔ **تفسیر حسینی** میں لکھا ہے ’’سخن بازی وسخن فریب دہندہ ومشغول کنندہ یعنی اختیار کنندہ فسانہ ء بے اعتبار‘‘ ’’باتوں سے کھیلنے والا باتوں سے دھوکا دینے والا قصہ کہانی بے اصل باتوں مین مصروف کر کے حق سے روکنے والا، جیسے نضر بن حارث‘‘ **تفسیر بیضاوی** میں لکھا ہے کہ لہوالحدیث وہ باتیں ہیں جو خیر سے غافل کریں جیسے بے اصل باتیں اور بے اصل افسون اور ہنسانے والی باتیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس اپنی **تفسیر ابن عباس** میں فرماتے ہیں کہ لہولحد یث باطل باتیں ہیں اور کتب افسوں ونجوم وحساب وموسیقی ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ لہوحدیث سے شرک مراد ہے **ابن قتادہ وابن ہمام مکی** نے فرمایا کہ لہوالحدیث ہر وہ بات ہے جو خیر سے روکے اور اسی قول پہ **اکثر مفسرین** کا اتفاق ہے جبکہ کلمہ لہوالحدیث میں اتنے احتمالا ت پائے گئے تو وہ اپنے مفہوم پر قطعی الدلالہ نہ رہا اور حرمت قطعیہ کے لئے قطعی الثبوت والدلالہ کی ضرورت ہے لہذا اس آیت کریمہ سے غنا کی حرمت ثابت نہ ہوئی۔ واللہ اعلم۔ (۴۷) **حدیث سے لہو کے جواز وعدم جواز کے نظائر:** سعید احمد کاظمی حدیث سے اس کی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں، مشکوٰۃ باب فضائل عمر حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہم نے اچانک شور وغل اور بچوں کی آوازیں سنیں پس نبی اللہ کھڑے ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچتی گاتی ہے اور اس کے گرد بہت سے بچے تھے پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو۔ میں نے اپنا منہ سرکار کے دوش پر رکھ لیا اور اس عورت کو حضور کے شانہ مبارک پر سر اقدس کے درمیان دیکھنے لگی حضور ﷺ نے فریا اے عائشہ کیا تو ابھی ابھی سیر نہیں ہوئی میں عرض کرتی تھی حضور ابھی تک سیر نہیں ہوئی کہ میں دیکھوں کہ حضور کو میری کتنی محبت ہے۔ اسی اثنا میں حضرت عمرؓ آ گئے تو لوگ اس حبشی عورت کے پاس سے بھا گ گئے۔ حضور نے فرمایا۔ میں جنوں شیطانوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ حضرت عمرؓ سے بھاگ گئے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں پھر لوٹ آئی (۴۸)۔۔۔۔ آپ لکھتے ہیں، صاحب **مشکوٰۃ**، باب البیان والشعر میں نقل کرتے ہیں ’’حضرت عمرو بن رشید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا امیہ بن صلت کے اشعار تر جھ کو یاد ہیں میں نے کہا جی ہاں فرمایا پڑھو میں نے آپ کو ایک بیت سنایا آپ نے فرمایا اور پڑھو میں نے ایک بیت پڑھا فرمایا اور پڑھو میں نے تقریبا سو اشعار آپ کو سنائے (۴۹) خلاصہ تا تارخانیہ محیط وغیرہ کتب میں اس امر کی تصریح ہے کہ لہو ولہب ضروریات شرعیہ کے لئے مباح مثلا نکاح وغزوات کے موقعہ پر لہذا مطلق لہو ولعب ضروریات حرمت علی الاطلاق باطل ہوئی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔۔۔۔ روایات سے لہو ولعب کی رخصت اور خوش الحانی کے ساتھ شعر پڑھنے اور سننے کا جواز روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ پس جب لہو جائز ہوا تو آلہ لہو کیونکر حرام ہو سکتا ہے۔ لہو سبب ہے اور آلہ اس کا مسبب ہے۔ معازف آلات لہو ہیں اور لہو جائز ہوا تو معازف کا حرام ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔ (۵۰) **لہو ولعب مقید نہیں ہیں:** سعید کاظمی فرماتے ہیں: ’’حضور نے حضرت عائشہؓ کو حبشیہ عورت کا لہو ولعب دکھایا اور خود بھی دیکھا۔ حالانکہ یہ موقعہ شادی کا نہ تھا نہ عیدین کا نہ قدوم جہاد کا نہ اعلان صوم، کا پس معلوم ہوا لہو ولعب

کی رخصت کسی وقت یا زمانے کے ساتھ مخصوص و معین نہیں ------ پھر آپ فرمارہے ہیں ---- ہم نے جس لہولعب کو احادیث سے جائز ثابت کر دیا ہے وہ بمعنی مشہور و متعارف نہیں۔ ایسا لہولعب تو اللہ سے غفلت پیدا کرتا ہے اور خواہشات نفس امارہ کی طرف مائل کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے۔ اور وہ مبادی طاعات سے بہت دور جا پڑتا ہے ہماری مراد لہولعب سے وہ لہو ہے جس میں انسان کی تفریح طبع ہو جائے ---۔ اگر ایسا گانا گایا جائے جس سے نفس امارہ کی بری خواہشات برانگیختہ ہوں یا خدا سے غفلت پیدا ہو جائے وہ بھی حرام اور ناجائز ہے۔ اگرچہ ایسا گانا اپنی حقیقت کے اعتبار سے لہولعب نہیں۔ اس لئے کہ وہ نہ خدا تعالی سے غافل کرتا ہے نہ خواہشات نفسانیہ کی طرف مائل کرتا ہے تو لہولعب کے معنی خدا سے غافل کرنا ہے۔ اور وہ اس میں نہ پائے گئے تو یہ گانا حقیقتا لہولعب نہ ہوا اس کو لہولعب کہنا صرف مشابہت صوریہ کی وجہ سے ہے ''جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا'' میں برائی کے بدلے کو بھی برا کہا گیا صرف مشابہت صوریہ کی وجہ سے اس سیئۃ کہا گیا ہے۔ ورنہ برائی کا بدلہ دینا عقلا و شرعا کوئی بری بات نہیں بلکہ اچھی بات ہے۔ جب ہی تو خدا تعالی حکم دیتا ہے۔ اس بیان سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بعض فقہا نے جو گانے بجانے کو حرام لکھا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ یعنی جو گانا یاد الہی سے غفلت اور خواہشات نفس امارہ کی حرکت کا باعث ہو وہی لہو ولعب ہے اور بیشک وہی حرام ہے۔ صوفیائے کرام کے غنا سے بجائے معصیت کے رقت قلب اور محبت الہی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے وہ حقیقتا لہو ولعب میں داخل نہ وہ حرام ----

اس بیان سے معترض (سماع) کی پیش کردہ حدیث کا مطلب بخوبی واضح ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو متعہ کو اور تمام کپڑوں میں خالص ریشم کو (عورتوں کی طرح) حلال جانیں گی۔ اور آلات لہو کو جو خدا تعالی سے غافل کرنے والے اور خواہشات نفس امارہ کو برانگیختہ کرنے والے ہوں گے ان کو حلال جانیں گے جیسا کہ فی زمانہ لوگ طوائفوں کے گانے کو بے پر کے ساتھ سنتے ہیں اور طوائف ان آلات لہو کی اجرت کو اپنے لئے حلال جانتی ہیں۔ نیز ریشم بھی مردوں میں عام ہو گیا ہے عورتوں ہی کی طرح تمام ریشمی کپڑے پہنتے ہیں۔ الغرض حدیث پاک میں انہی معازف کی حرمت مراد ہے۔ جو حقیقی لہو ولعب اور فسق و فجور کے لئے استعمال کئے جائیں۔ ورنہ یہ حدیث ان احادیث کے معارض ہو گی جن میں دف اور لہو کی رخصت ثابت ہے۔ (۵۱) **عن ابی امامہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: لا تبیعوا القینات و لا تشتروھن و لا تعلّموھن و لا خیر فی تجارۃ فیھن و ثمنھن حرام**، ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مغنیہ باندیوں کی خرید و فروخت نہ کرو اور نہ انہیں گانا سکھاؤ، ان کی تجارت میں کوئی خیر نہیں اور ان کی قیمت لینا حرام ہے''۔ (۵۲) اس حدیث کے رواہ میں ایک راوی علی بن یزید ہے جن کو محمد بن اسمعیل بخاری نے ضعیف کہا ہے اس لئے یہ روایت ضعیف ہے خود ابوعیسی ترمذی نے اپنے جامع میں اس کو ضعیف کہا ہے لہذا یہ روایت اثبات حرمت میں قابل استدلال نہیں۔ علاوہ ازیں المغنیات پر الف لام عہد کا ہے جس سے مراد وہ خاص مغنیات ہیں جن کا پیشہ غنا ہے اور مشتہات عورتوں کی غنا چوں کہ فتنہ انگیز ہے اس لئے ہم بھی اس کو حرام کہتے ہیں لہذا اس حدیث سے مطلق غنا کی حرمت ثابت نہ ہوئی۔ واللہ اعلمہ وعلمہ اتم (۵۳) **فقہاء کے بارے میں غزالی زماں کا نظریہ:** ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ دعوت

ولیمہ پر کوفہ میں بلائے ہوئے تشریف لے گئے۔اتفاق سے وہاں سرود یعنی گانا بھی ہورہا تھا: لوگوں نے آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا کہ گانا جائز ہے یا نہیں۔آپ نے فرمایا ''ابتلیت بھذا مرۃ فصبرت'' معلوم ہوا غنا حرام ہے۔امام صاحب کے اس جواب سے تو غنا کا جواز ثابت ہوتا ہے۔اس لئے کہ اگر غنا سننا حرام تھا تو امام صاحب جیسے متقی کے شان کے کب لائق تھا کہ وہ فعل حرام پر صبر کرے اور سنتا رہے۔۔۔۔۔۔رہا یہ امر کہ امام صاحب نے ابتلیت فرمایا جس کا ترجمہ ہے میں مبتلا ہوا تو اس سے حرمت غنا پر استدلال صراحتا حماقت پر دال ہے کیونکہ امام صاحب نے قضا یعنی مقدمات فصیل کرنے والے عہدہ کو بھی لفظ ابتلیت سے تعبیر فرمایا۔چنانچہ آپ کا مشہور قول من ابتلی بلیۃ قضا فلیختر ضرب السوط علی القضاء خوفا من الآخرۃ جو قضا کی بلا میں گرفتار ہوا اسے چاہیے کہ کوڑوں کی مار کو قضا پر اختیار کرے آخرت کے خوف کی وجہ سے اس عبارت میں امام صاحب نے قضا کو بلیۃ اور فعل قضا کو ابتلی سے تعبیر فرمایا کیا قاضی بننا بھی حرام ہے۔اصل بات یہ ہے کہ مقدمات فصیل کرنے کر میں عدل وانصاف کے شاہراہ سے قدم پھسل جانے کا بہت احتمال ہے اسی طرح غنا میں عشق حقیقی اور معرفت الٰہی کی صراط مستقیم سے ہٹ کر خواہشات نفسانیہ کی طرف میلان پیدا ہوجانے کا احتمال قوی ہے۔اس لئے حضرت امام صاحب اور ان جیسے پاک اور مقدس حضرات اگر کمال تقوی اور انتہاء خوف الٰہی کی وجہ سے قضا وغنا سے محطاط رہے تو یہ احتیاط ان نفوس قدسیہ کے کمال تقدس کی دلیل ہے۔امام صاحب نے اپنے پڑوسی عمر کو عیسی نامی حکمران سے سفارش کر کے رہائی دلائی۔۔۔جب دونوں گھر آئے تو عمر نے امام صاحب کی ادب کے وجہ سے ارادہ کیا کہ آج غنا نہ کروں۔امام صاحب نے فرمایا اے عمر جس طرح تو روز غنا کیا کرتا تھا۔اسی طرح آج بھی کر اور فرمایا النستنی لغنائک تو نے اپنے غنا کے سبب مجھے مانوس کرلیا پس عمر نے غنا کیا اور امام ابوحنیفہؒ نے سنا۔

امام شافعی اور امام مالک اور اما احمد بن حنبل کے نزدیک غنا حرام ہے۔۔۔

امام غزالی احیائے علوم میں فرماتے ہیں۔**لیس تحریم الغناء لشافعی بل کان فی مذھبہ یباح ضرب الدفوف ولو کان فیہ جلاجل** ثابت ہوا کہ شافعی مذہب میں غنا حرام نہیں،اگرچہ جھانج بھی کیوں نہ ہو؟

کتاب وجیز اور انوار فقہ میں ہے **الغنا والرقص وسماع القصب والدف وان کان فیہ جلاجل لیس بحرام۔** اور **مجموعہ الروایات میں ھے یباح الغنا عند مالک بھذا الدلیل ذکرہ امام الشعرانی سئل علی رضی اللہ عنہ عن الغناء قال اعطاہ اللہ للمومنین معراجین الصلوۃ والسماع الصلوۃ معراج القلب والسماع معراج الروح انتھی۔۔۔**

سبحان اللہ اس عبارت سے مسئلہ سماع کا خوبصوت چہرہ کسطرح بےنقاب ہوگیا۔۔۔۔نیز امام مالک کے مذہب میں غنا کا جواز ثابت ہوا

قال ابو الوفا ابن عقیل قد سمع الغناء امام احمد حنبل عن ابنہ صالح۔۔۔

اس کا قصہ یوں ہے کہ ایک دن حضرت صالح بن اما محمد بن حنبل مکان کے اندر دروازہ بند کر کے غنا کر رہے تھے ان کے پاس چند حاضرین جمع تھے۔امام تشریف لائے اور دروازہ بند ہونے کی وجہ سے چھت پر چڑھ گئے اور ایسے دریچہ کے قریب بیٹھ

گئے۔ جہاں آواز سنائی دیتی تھی۔ آپ نے غنا کو سنا اور وجد میں آ گئے جب چھت کی کڑ کڑاہٹ محسوس ہوئی تو حاضرین دوڑے دیکھا تو امام صاحب بیہوش پڑے تھے ثابت ہوا کہ اما احمد بن حنبل کے نزدیک غنا جائز ہوا۔ کتاب شرح کافی میں محمد بن علی شامی سے منقول ہے کہ سماع وہ مکروہ ہے جو فاسق یا شہوت لانے والی عورتوں سے سنا جائے جس سے فسق و فجور کے طرف میلان پیدا ہوا اور جو سماع صالحین سنتے ہیں وہ بلا خوف جائز و حلال ہے۔ ضرب القصب و الدفوف سنة للفرض الشرعی لا لهو۔۔۔۔۔

قال الفقهاء ضرب الدفوف و القصب سنة للضروريات الشرعية لا للهو فليس فيه اختلاف الفقهاء و هكذا اجره بلا شرط حلال۔۔۔

شرح الکافی باب الاجارۃ الفاسدہ میں لکھا ہے۔ **لا یجوز الاجارات علی شی من الغناء و انوحة و اطبل منها ان کان للهو اما اذا کان یغذه فلا باس به کطبل الغزوات و العرس و فی الاجناس و لا باس ان یکون لیلة العرس لیضرب به لیشتهر بذالک و یعلن بالنکاح۔ رجل استاجر رجل لیضرب له طبلا ان کان للهو فلا یجوز فان کان للغزو و العرس و القافلة یجوز لانه طاعه۔۔۔۔۔**

ایک شخص نے ایک آدمی کو اجرت پر لیا تا کہ وہ اس کے لئے ڈھول بجائے۔ اگر یہ ڈھول بجانا لہو کے لئے ہے تو ناجائز ہے اور اگر جہاد شادی اور قافلہ کے لئے ہے تو اس لئے کہ وہ طاعت ہے، معلوم ہوا کہ اجرت اسوقت حرام ہوگی جس وقت طبل بجانے میں گناہ اور معصیت ہو۔ لیکن جب معصیت کے بجائے طاعت ہو تو پھر حرمت کی کوئی وجہ نہیں ۔۔۔۔ اور سماع صوفیاء کرام لہو و لعب کے لئے نہیں ہوتی بل کہ اس سے خشوع و خضوع اور رقت قلب اور عشق الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ (۵۴) **چند صالحین کے اقوال:** اس سلسلے میں خواجہ ابو یوسف سے منقول ہے کہ۔۔۔ ایک دن ان کی مجلس میں حضرت ابو بکر شبلی جو حضرت جنیدؒ کے خاص مریدوں سے تھے موجود تھے۔ ایک شخص نے سوال کیا اے خواجہ ابو یوسف اگر غنا اسرار الٰہی سے ہے تو حضرت جنید بغدادی نے کس لئے توبہ کی۔ خواجہ ابو یوسف کے جواب دینے سے پہلے ابو بکر شبلی نے جواب دیا کہ حضرت جنید صاحب نے اس لئے توبہ نہیں کی کہ سماع معصیت تھی بلکہ ان کا یہ حال تھا کہ سماع سن کر اس قدر وجد میں آتے تھے کہ ان کے جسم مبارک پر سخت صدمات آتے تھے۔ اس لئے انہوں نے توبہ کی۔۔۔۔۔۔

حجۃ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم میں سماع کے بیان میں جواز سماع پر حضرت نافعؒ کی روایت نقل کی کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے کان بند کر لئے اور عبداللہ بن عمر کو حکم دیا کہ تو باجے کی آواز سن۔ اگر باجہ منع ہوتا تو عبداللہ بن عمر کو مزمار کی آواز سے منع فرماتے اور باجہ بجانے والے کو بھی منع فرماتے۔ آپ کا دونوں میں سے کسی ایک کو منع نہ کرنا بھی دلیل ہے جواز مزمار کی۔۔۔۔۔ حضرت خواجہ نقشبندیہؒ سے غنا کا مسئلہ دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا ''نہ انکار می کنم نہ ایں کار می کنم'' یعنی نہ انکار کرتا ہوں نہ سنتا ہوں، انکار تو اس لئے نہ فرمایا کہ رسول کریم ﷺ آپ کے خلفاء راشدین و دیگر صحابہ کرام و تابعین و آئمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے غناء کو سنا۔ اور نہ ایں کارے کنم اس لئے فرمایا کہ بوجہ ضوابط امور خفیہ کے یہ طریقہ اس سلسلہ مبارکہ میں نہیں ہے حتیٰ کہ ذکر جہر تک نہیں کیا جاتا اور مشائخ نقشبندیہ کا یہ معمول نہیں اس انکا کی وجہ معصیت نہیں جیسا کہ کم فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ سلطان الاولیا حضرت شیخ نظام

الدین محبوب الٰہی خلیفہ حضرت شہید محبت باباصاحبؒ اپنے اہل مجلس کو ہمیشہ وجد وسماع کا وعظ فرمایا کرتے تھے اور قوالوں کو بلا کر خود کھڑ
ے ہو کر سماع سن تے تھے اگر کسی کو معتقد سماع جانتے باسبب ادب سماع کے کھڑے ہوتے اور اس کی تعظیم وتوقیر کرتے۔۔۔۔۔
حضرت مرزا جان جاناں جو مشائخ کبار نقشبندیہ میں سے ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ سماع سے رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور رقت قلب
رحمت باری کو اپنے اندر جذب کرتی ہے جو چیز موجب رحمت ہو وہ حرام کیوں کر ہو سکتی ہے؟ (۵۵) **خلاصۃ الکلام**: آیات کلام اللہ،
تفسیرات، احادیث طیبات، صحابہ کے معمولات، محدثین کے اقوالات، فقہاء کرام کے نظریات، ائمہ اربعہ کے تحقیقات، صالحین کے
افکار وتجزیات اور محاکمات سے شاعری، غناء وسماع جو کے فنون لطیفہ کے اشرف اور اہم ارکان ہیں کے جواز وعدم جواز دونوں کا حکم مل
رہا ہے لہذا یہ مسئلہ نہ مطلق حلال ہے اور نہ ہی مطلق حرام ہے اگر یہ باعث تحسینیات ہے اور مذمومات، قبیحات، فاحشات، سیئات، خبیثا
ت، منکرات، غلیظات، سے پاک ہے تو ان مرکبات کو دیکھ کر اسپر حکم لگے گا اگر ان سب کا مقاصدات حسنہ وضروریات شرعیہ کے تحت
اس کا انعقاد واہتمام کیا جا رہا ہے تو جو حکم ان افراد پر ہے وہی حکم ان کلیات ومجموعات پر بھی لگے گا، دوسری بات آئمہ اربعہ، مفسرین، محد
ثین، اور صالحین کے نزدیک معازف، مزامیر اور دف کے مابین کوئی فرق منقول نہیں اور از روئے لغت بھی دف معازف ومزامیر میں دا
خل ہے جیسا کہ المنجد میں ہے ''**العزف صوت الدف**'' عزف دف ہوا اور معازف اس کی جمع ہے لیکن علی سبیل الصوم معازف کا اطلا
ق تمام آلات لہو پر ہوتا ہے جیسا کہ المنجد کے اسی صفحہ ۵۲۵ میں ہے ''**المعازف وھی الات طرب کطنبور والعود والقشیا
ۃ**'' اور مزامیر منہ سے بجائے جانے والے آلات کو کہے جاتے ہیں جیسا کہ نافعؓ والے روایت سے ثابت ہے اور ایک معروف روا
یت میں ابو موسیٰ اشعریؓ کو آپ ﷺ نے بطور استعارہ کے فرمایا کہ ''**اوتیت مزمار من مزامیر آل دائود**'' گلے سے نکلی ہوئی
آواز یا اس آواز کے مشابہات ومعاونت سے جو آواز پرورش پائے وہ مزامیر کہلاتی ہے۔ تیسری بات اہل اللہ صوفیاءؒ، صلحاءؒ، نجباءؒ،
نقباءؒ، کا سماع باعث قرب ورقت الٰہیہ کا سبب ہے اور رقت سے رحمت الٰہیہ کاملیہ کا ظہور وسرور ودلپذیر واقع ہوتا ہے اس لئے اس پر
اعتراض نا قابل قبول اور علمی فرار ومفرور کا پیش خیمہ ہے اور رحمت کو زحمت کہنا خود قابل معتوب ومغضوب وضلالہ ہے اور مانع حق وہدایہ
ہے۔ چوتھی بات ضروریات شرعیہ کے لئے غنا اور آلات غنا کا استعمال جائز ہے ضروریات شرعیہ میں کون کون سی باتیں ہیں اور لہو لعب
کیا چیزیں ہیں تا کہ حلت وحرمت کا فرق واضح ہو جائے، رقت قلب، نکاح، برات، ولیمہ، ختنہ عرس، جہاد، قدوم مسافر، عیدین، اعلان
شاہی، اعلان صوم، قطع فصل، وقت حدی، قطع سفر، تسکین طفل، گھوڑ دوڑ، وقت تولد، وقت کشتی وغیرہا من ضروضروریات شرعیہ اور لہو
لعب (غیر مباح) جیسے آواز رقاصہ کی یا عورتوں کے حسن وجمال کی تعریف، **کلام فحش مدح فساق وغیرھا من خرافات الوا
ھیۃ**۔ پانچویں بات عصر حاضر کے جو محافل سماع ہیں وہ اپنے اصل اور مقصد سے زیادہ بے مقصدیت کا پیش خیمہ ہیں آداب بالکل
مفقود ہیں ''ایں داروئے دردمنداں کے بجائے'' ایں داروئے دردسر بنتے جا رہے ہیں، لہذا اس کی بھرپور اصلاح کی ضرورت ہے تا
کہ سماع کے شفاف چشمہ سے ہم بھرپور فیضیاب ہو سکیں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش نے خوب فرمایا ''سماع فیضان حق
ہے اور انسانی نفس کو ہزل اور لہو سے پاک کرتا ہے۔'' ۔۔۔۔ ''فیضان سماع آفتاب کے مانند عام ہے'' ۔۔۔ آپ فرماتے ہیں جو شخص

یہ کہتا ہے کہ مجھے سریلی آواز اور روح پرور نغمہ وترنم اچھے نہیں لگتے، وہ بے حسی اور کور ذوقی کے باعث چوپایوں سے بھی بدتر ہے۔(۵۶)
بلاشبہ جمالیات اور استحسان کا تقاضہ ہے کہ ایک ایسی چیز جو اپنی اصل میں مباح اور حلال ہے اسے کسے بھی تاویل یا حیل سے حرام یا نا جائز نہیں کیا جا سکتا ورنہ شریعت میں بڑا رخنہ اور دڑاڑ پڑ جائیگا اور جو عمل نبی اللہ، صحابہ رضوان اللہ، ائمہ رحمہم اللہ، اہل اللہ کسی کے نزدیک مطلق حرام کا درجہ نہیں رکھتا اسے محض تاویلات یا ممکنات یا مماثل وصف کے کا سہارا لیکر اتفاق کے بجائے اختلاف کا زریعہ بنانا علمی تحقیقات کے بجائے علمی بخل کا درجہ طے کرنا ہے تحقیق مختلف فیہ کو متفق فیہ کی حوصلہ افزائی کی تو اجازت دیتا ہے لیکن مختلف فیہ کو مختلف فیہ، متفق فیہ کہنے بھی یا رہنے دینے کی بھی کبھی بھی حوصلہ افزائی نہیں کر سکتا ایسے مسئلے میں قرآن، حدیث، تفسیر، ائمہ اربعہ، صوفیا اولیا سب ہی کے نظریات الگ، الگ اور جدا جدا ہیں اس میں اتفاق کی تو ضرورت گزیر ہے اختلاف ناگزیر ہے اسلام فنون لطیفہ کی حوصلہ شکنی کے بجائے اس کی قدر اور حوصلہ افزائی کرتا ہے جس کی دلیل سورہ آل عمران کی آیت ۱۴ ہے "**زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیاۃ الدنیا واللہ عندہ حسن الماب**" "لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی دنیا کی پونجی ہیا اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ" کسی بھی شے کی عرض اور علت کے ایک ہونے کے باعث وہ شے ہر جگہ ایک ہی حکم نہیں رکھتا عرض اور علت کے اٹھ تے ہی اس کا حکم بھی اٹھ جاتا ہے اور وہ حلال سے حرام اور حرام سے حلال و مباح ہو جاتا ہے جبکہ غناء وسماع کا معاملہ فقہا کے نزدیک مختلف فیہ اور مختلف فیہ معاملات میں میں وصف اور عرض اٹھ جائے تو اسمیں حرمت باقی نہیں رہتی وہ چیز مباح ہو جاتی ہے۔ فقہا کا کسی عمل کو سدذرائع کا حیلہ دیکر حرام کہنا باعث رحمت تو ہے لیکن یہ یاد رہے اسلامی نکتہ نظر وہ عمل حرام نہیں فقہا کا کام مثل طبیب ہمارے اعمال وافعال کی صحت وتندرستی کے لئے جستجو کرنا ہے جیسے ایک طبیب کامل مریض کی مستقل صحت کے خاطر کسی حلال شے کا بھی اسے پرہیز بتا دیتا ہے لیکن مریض کا بحکم طبیب حلال کو حرام رکھنے میں مطلق مانع نہیں ہے فقہا نے، احتیاطا کسے عمل کو حرام کہہ دیا تو وہ مطلق حرام نہیں ہو جاتا اس کے لئے نص قطعی چاہیے ہوتی۔
اخلاف امت باعث رحمت ہوا تو اتحاد امت حفاظت دین واسلام اور ضرورت شرعیہ کے خاطر کتنا بڑا اہم کام اور عظیم رحمت ہوگا یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ سماعِ اہل حق میں وحدت اور امت کی اکائی کا مظہر ہے آج کی منتشر امت کو اس کے ذریعے متحد کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ اسکے ذریعے رقت طاری ہوتی ہے اور رقت اللہ کی رحمت کو جذب کرتی ہے کسی بھی شے میں وصف کے مشترک ہونے کے سبب حکم کا مشترک ہونا لازمی نہیں، لازم نہیں ہوتا کے نماز کے لئے مسجد میں جانے والا نمازی اور جوتا چور کا مقصد ایک ہی ہو گو کہ وصف میں دونوں مشترک نظر آتے ہیں لیکن حکم میں دونوں الگ الگ ہیں جنازہ، میں شامل ہونے والا نمازی اور کفن چور کا مقصد الگ الگ ہوتا ہے لہذا حکم الگ الگ ہوگا وصف گو کہ مشترک ہیں لیکن شریعت مقصد اور عرض وعلت پر حکم لگاتی ہے۔

حوالہ جات

(۱)[الاعرف:]۳۲\۷

(۲) صحیح مسلم، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، کتاب الایمان مترجم، علامہ وحید الزمان، ص، ۱۸۵، ج، ۱ تبلیغی کتب خانہ لاہور، ذالحجہ ۱۴۰۵ھ۔

(۳) کاوش، مدیر، ڈاکٹر محمد اقبال ثاقب، مقالہ نگار ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، ص۹۹، ۹۸، شعبہ زبان و ادبیات فارسی جی سی یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۷ئ ۲۰۰۸ء۔ (۴) کشف السماع، آسی خرم جہانگیری، ص ۱۲، ادارہ تحقیقات تصوف پاکستان ۲۰۱۰ء۔

(۵) عصر حاضر کے جدید مسائل اور ڈاکٹر طاہر القادری، ص۹، مصطفوی پبلشنگ کراچی، دسمبر ۲۰۱۴ء۔

(۶) صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۰۳۔

(۷) عصر حاضر کے جدید مسائل اور ڈاکٹر طاہر القادری، ص۹۔

(۸)[الشعراء:]۲۶\۱۲۴

(۹)[الشعراء:۲۶، آیت]۱۲۷

(۱۰) مشکواۃ شریف، امام ولی الدین محمد بن عبداللہ، مترجم، عبدالعلیم علوی، ج ۲، ص ۴۱۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

(۱۱) مشکواۃ شریف، بحولہ بالا ج ۲، ص ۴۱۴۔

(۱۲) مشکواۃ شریف،، ج ۲، ص ۴۱۲۔

(۱۳) مشکواۃ شریف،، ج ۲، ص ۴۱۲۔

(۱۴) مشکواۃ شریف،، ج ۲، ص ۴۳۱۔

(۱۵) بخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل، مترجم، عبدالحکیم شاہ جہان پوری، ص، ۱۰۱، ج، ۲، فرید بکسٹال لاہور، ۲۰۰۰ء

(۱۶) سنن ترمذی، امام ابوعیسی محمد بن ترمذی، ج ۲، ص ۴۴، قرآن محل کراچی۔ کشف العناعن وصف غناء مفتی محمد شفیع، مترجم عبدلمعز، ص ۱۲۱ مکتبہ دار العلوم کراچی، مئی ۲۰۰۴ء۔

(۱۷) کشف العناءعن وصف الغناء مفتی محمد شفیع، مترجمہ اسلام اور موسیقی، مترجم عبد المعزص ۱۲۲، مئی ۲۰۰۴ء۔ (۱۸) سنن ترمذی، کتاب النکاح، ج ۱ ص ۵۵۴ فرید بکسٹال اردو بازار لاہور، جمادالآخر ۱۹۸۴ئ۔ کشف العناءعن وصف الغناء، ۲۱۳،

(۱۹) اسلام اور موسیقی، عبدالمعز، ص ۲۱۴،

(۲۰) اسلام اور موسیقی، ص ۲۱۵،

(۲۱) جمع الفوائد، امام محمد بن محمد بن سلیمان، ج ۲ ص ۱۵۸، السید عبداللہ ہاشم الیمانی المدنی، مدینہ، ۱۹۶۱ئ۔ کشف العناءعن وصف الغناء۔ (۲۲) تہذیب التہذیب حافظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی، ج ۱۱، ص ۳۴۰، دائرہ المکتبۃ النظامیہ: حیدر آباد کن، ۱۳۲۶ھ۔ اسلام اور موسیقی ۲۱۱ (۲۳) سنن ابن ماجہ کتاب النکاح، امام ابوعبداللہ محمد بن یزید، ص ۵۳۳ نو، فرید بکسٹال اردو بازار لاہور، ۱۹۸۳ء، اسلام اور موسیقی، ص ۲۱۷، (۲۴) واقدی کتاب المغازی، محمد بن عمر ص ۲۰۳ نشر دانش اسلامی ۱۴۰۵ھ۔ (۲۵) فتاوی، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، مترجم، سید زاہد اصغر فلاحی، ص ۳۳۰، دار النوادر لاہور، ۲۰۰۵ئ۔ (۲۶) فتاوی، ڈاکٹر یوسف قرضاوی ۳۲۶

(۲۷) کشف العناءعن وصف الغنا، مترجمہ اسلام اور موسیقی، ص ۱۴۶،

(۲۸)اقتضاء الصراط المستقیم، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، مترجمہ، اسلام اور غیر اسلامی تہذیب، مترجم، مولوی شمس تبریز خاں، ص ۳۶، مجلس نشریات اسلام کرا چی، ۲۰۰۶ء۔

(۲۹)سنن ترمذی، ج۱، ص ۱۲۹، سنن ابن ماجہ ص، ۱۸۸، کشف العناء عن وصف الغنائ، مترجمہ، ص ۲۱۶، ۱۹۶ (۳۰) غناء وسماع اصفیائ، حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی، ص ۵۴، ۵۲، ۵۰، مرکزی شیخ الاسلام اکیڈمی پاکستان، ۱۴۱۰ھ۔

(۳۱) قرآن اور فنون لطیفہ، عطاء محمد پالوی، ص ۱۸۶، کشف السماع، تقریظ پروفیسر دلاور ص ۲۶۔

(۳۲) فتاوی، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ص ۲۲۸،

(۳۳) فتاوی، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ۲۲۸

(۳۴) روزنامہ جنگ کراچی، ص ۶، ۱۳ نومبر ۲۰۱۴۔

(۳۵) غبار خاطر، مولانا ابوالکلام آزاد، ص ۲۸۴، ۲۸۳، ۲۸۰، ۲۷۶، داتا پبلشر ۱۳ ۳ ذوالقرنین چیمبرز کنپٹ روڈ لاہور، 1979ئ۔

(۳۶) کاوش، ص ۱۱۳، (۳۷) کاوش، ص، ۱۱۳،

(۳۸) کشف المحجوب، علی ہجویری المعروف داتا صاحب، مترجم مولوی فیروز، ص، ۴۶۱، فیروز سنز لاہور، ت، ن

(۳۹) تاریخ مشائخ نقشبند،، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرسول للہی، ص ۴۳۳، ۴۳۰، مکتبہ زاویہ لاہور ۲۰۰۳ئ۔

(۴۰) انفاس العارفین مترجمہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ص ۶۱، فضل نور اکیڈمی چک سادہ گجرات، ۱۹۷۰ئ۔ (۴۱) کاوش، ص 118، 117،

(۴۲) فتاوی رضویہ، امام احمد رضا محدث حنفی، ج ۲۴، ص ۸۰، مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور، ۲۰۰۶ئ۔

(۴۳) جوہری دھماکہ، سید عتیق الرحمن گیلانی، ص ۲۲۶ تقریظ پروفیسر دلاور، کشف السماع، ص ۶۲،

(۴۴) اسلامی ثقافت، ص ۶۴۱، تقریظ پروفیسر دلاور خان، ص ۶۲،

(۴۵) ذکر سیرانی، علامہ فیض احمد اویسی، ص ۲۱۵، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان، ندارد،

(۴۶) قوالی کی شرعی حیثیت، علامہ عطا محمد بندیالوی، ص ۳۹، مکتبہ جمال کرم لاہور، ۲۰۰۳ئ۔ (۴۷) مقالات کاظمی، سید احمد سعید کاظمی، جلد دوم، ص ۴۱۳، ۴۱۴، شرکت قادریہ حنفیہ لاہور، ۱۳۹۸ھ۔ (۴۸) مشکواۃ ص، ۲۳۲، ج، ۳ (۴۹) مشکواۃ ص۔، ۴۱۲، ج، ۲،

(۵۰) مقالات کاظمی، ص، ۴۲۷، شرکت حنفیہ لاہور، ۱۳۹۸ھ۔

(۵۱) مقالات کاظمی، ص، ۴۳۰، ۴۲۹، ۴۲۸،

(۵۲) ترمذی امام ابوعیسی محمد بن ترمذی، ص، ۴۶۰، ج، ۲، قرآن محل کراچی، ت، ن

(۵۳) مقالات کاظمی، ص، ۴۳۰

(۵۴) مقالات کاظمی، ص، ۴۳۷، ۴۳۶، ۴۳۵، ۴۳۴

(۵۵) مقالات کاظمی، ص، ۴۸، (۵۶) کشف المحجوب، علی ہجویری، ص، ۵۶۵، فضل دین گوہر، ضیاء القرآن لاہور، اکتوبر ۲۰۰۲ئ۔ کشف المحجوب، علی ہجویری، مترجم، مولوی فیروز، ص، ۵۰۰، فیروز سنز لاہور، ت، ن۔